خدا تعالیٰ کی تقدیر کشمیریوں کو کشمیر کا حق دلائے گی

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸؍فروری ۱۹۷۵ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

آج ہماری پوری قوم متحد ہو کر ایک بہت بڑی ناانصافی اور ظُلم کے خلاف احتجاج کر رہی ہے۔ یہ ناانصافی اس سمجھوتہ سے ہوئی ہے جسے اخبارات ''اندرا عبداللہ سمجھوتہ'' کا نام دے رہے ہیں۔ اس سمجھوتہ کی چار شقیں ہیں ساری شقوں کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں البتہ پہلی شق کے متعلق کچھ کہنا ضروری ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ جموں وکشمیر کی ریاست بھارت یونین کا ایک حصہ ہے اور بھارتی دستور کی دفعہ ۲۷۰ کے مطابق اِس خطہ میں حکومت قائم کی جائے گی۔ (میں اس شِق کا ترجمہ نہیں کر رہا صرف مفہوم بتا رہا ہوں) باقی شقوں میں بھی کچھ اور باتیں ہیں لیکن بُنیادی بات یہی ہے کہ ہندوستان نے اس سمجھوتے کے ذریعہ کشمیر کے مستقل الحاق کا اعلان کیا ہے۔ اس اعلان کے نتیجہ میں اس خطہ میں بسنے والوں کے ساتھ بہت ظلم ہوا ہے کیونکہ ۱۹۴۷ء سے اُنہیں خود اختیاری کا جو حق دیا گیا تھا یا یوں کہنا چاہیئے کہ اُن کا یہ حق تسلیم کیا گیا تھا، یہ اعلان اس کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

اس ظُلم کا پس منظر یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء میں جب پارٹیشن ہوئی اور پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو اُس وقت ریڈکلف نے جو فیصلہ دیا تھا وہ ہندوستان کے حق میں تھا اور پاکستان کے وجود کو نقصان پہنچانے والا تھا۔ بظاہر تو اُس نے ہر دو طرف کی باتیں سُنیں لیکن اُن دنوں میں بھی

ہمیں یہ علم ہو رہا تھا کہ ہر دو کی باتیں سُننے کا ڈھونگ رچایا جا رہا ہے اور فیصلہ گفتگو سے بھی قبل کر دیا گیا ہے اس غلط فیصلہ کا ایک حصہ یہ تھا کہ ضلع گورداسپور جو اُس طرف سے کشمیر کا دروازہ ہے اور جس میں مسلمانوں کی اکثریت تھی، وہ اس ایوارڈ میں ہندوستان کو دے دیا گیا۔ گورداسپور کا ضلع جیسا کہ تقسیم کا طریق کار مقرر ہوا تھا، پاکستان کے ساتھ شامل کیا جانا چاہیئے تھا کیونکہ وہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ دوسرے وہ ایک طرف سے لاہور کے ضلع کے ساتھ ملحق تھا تو دوسری طرف سے سیالکوٹ کے ساتھ اور اس طرح کونٹیگوس (Contiguous) یعنی متصل ہونے کی جو شرط تھی، وہ بھی پوری ہوتی تھی لیکن گورداسپور کا ضلع ہندوستان کو دے دیا گیا اور اس طرح ہر وہ مضبوط بُنیاد فراہم کر دی گئی جس سے کشمیریوں پر مزید ظلم وستم کا دَور شروع ہو گیا۔ ایسا ظلم کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی ظلم ہو نہیں سکتا گویا اُن کو زبردستی ہندوستان کے ساتھ ملحق کرنے کی سکیم تیار کر لی گئی۔ اس کے بعد ہندوستان نے عُذر لنگ کی بنا پر وہاں اپنی فوجیں بھیجنی شروع کر دیں پھر یہ ایک مقدمہ کی شکل بن گئی اور پھر یہ معاملہ اقوام متحدہ میں لے جایا گیا۔ وہاں کچھ قراردادیں منظور کی گئیں جن پر آج تک یہ بین الاقوامی تنظیم عمل نہیں کرواسکی۔

جس وقت اس ناانصافی کے خلاف دُنیا میں آواز اُٹھی تو پنڈت نہرو جو اُس وقت بھارت کے وزیراعظم تھے، اُنہوں نے انسانی ضمیر کو یہ یقین دلایا کہ یہ ظُلم (جو اب اندرا عبداللہ سمجھوتہ کے ساتھ انتہا کو پہنچ چکا ہے) نہیں ہوگا۔ چنانچہ اُنہوں نے اپنی ایک تقریر میں جو ۲ر نومبر ۱۹۴۷ء کو دہلی ریڈیو سے نشر کی گئی، دُنیا کو یہ کہا:

> "We have declared that the fate of Kashmir is ultimately to be decieded by the people. That pledge we have given, and the Maharaja has supported it, not only to the people of Kashmir but to the world, We will not and cannot back out of it."(The vailing vale by Aziz Beg p.353)

اس نشری تقریر سے اگلے دن یعنی ۳ر نومبر کو پنڈت نہرو نے ہمارے اُس وقت کے

وزیراعظم لیاقت علی خان کو ایک تار دیا جس میں اُنہوں نے کہا:

"I have hated our Government's policy and made it clear that we have no desire to impose our will on Kashmir but to leave final decision to people of Kashmir. I further stated that we have agreed to an impartial international agency like United Nations supervising any referendum." (p.354)

غرض پنڈت نہرو نے اپنی تقریر میں یہ اعلان کیا کہ کشمیر کی قسمت کا فیصلہ آخر کار کشمیری عوام ہی کریں گے اور یہ بھی کہ یہ ایک عہد ہے جس کا ہم نے اعلان کیا اور یہ عہد ہم نے صرف کشمیری عوام کے ساتھ نہیں کیا بلکہ دُنیا کو مخاطب کر کے ہم نے یہ اعلان کیا ہے کہ یہ ہمارا عہد ہے اور ہم کسی صورت میں اس کے خلاف کام نہیں کریں گے اور پھر اُنہوں نے لیاقت علی خان سے بذریعہ تار یہ کہا کہ میں نے اپنی حکومت کی پالیسی کا اعلان کر دیا ہے اور اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ ہماری کوئی خواہش نہیں ہے کہ ہم کشمیری عوام پر زبردستی اپنی رائے ٹھونسیں۔ آخری فیصلہ بہرحال کشمیری عوام ہی کریں گے اور پھر یہ بھی کہا کہ ہم اس بات سے بھی اتفاق کرتے ہیں کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم مثلاً اقوام متحدہ ریاست میں ریفرنڈم کرائے یا بعد میں اس کا نام Plebiscite یعنی رائے شماری رکھا گیا گویا بین الاقوامی تنظیم اپنی نگرانی میں رائے شماری کروائے۔

پس دُنیا کے انسانی ضمیر سے یہ عہد کیا گیا تھا کہ کشمیریوں پر کوئی ملک زبردستی اپنی رائے نہیں ٹھونسے گا۔ آخر کار کشمیری عوام نے یہ فیصلہ کرنا ہے ہندوستان جو کچھ کر رہا ہے یہ بالکل عارضی ہے۔ اس کے بعد اسی پس منظر میں بین الاقوامی تنظیم یعنی اقوام متحدہ نے بہت سے فیصلے کئے کچھ سلامتی کونسل نے اور کچھ جنرل اسمبلی نے۔ چنانچہ ۱۴؍مارچ ۱۹۵۰ء کی ایک قرارداد ہے اس میں سب کا حوالہ موجود ہے، وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔

"Observing that the Governments of India and

Pakistan have accepted the provisions of the United Nations Commission for India and Pakistan resolutions of 13 August 1948 and 5 January 1949. .... that the future of the state of Jammu and Kashmir shall be decided through the democratic method of a free and impartial plebiscite conducted under the auspices of the United Nations." (Verdict on Kashmir p.154)

کہ اقوام متحدہ کی زیر نگرانی آزادانہ اور غیر جانبدارانہ رائے شماری کے ذریعہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اس میں ۱۳؍اگست ۱۹۴۸ء اور ۵؍جنوری ۱۹۴۹ء کی قراردادوں کا ذکر موجود ہے۔ ۱۳؍اگست ۱۹۴۸ء کو اقوام متحدہ کے کمیشن کی رپورٹ پر جو فیصلہ ہوا تھا، وہ بھی میں سنا دیتا ہوں۔

"The Government of India and the Government of Pakistan reaffirm their wish that the future status of the state of Jammu and Kashmir shall be determined in accordance with the will of the people and to that end, upon acceptance of the truce Agreement both Governments agree to enter into consultations with the commission to determine fair and equitable conditions whereby such free expression will be assured."

(Verdict on Kashmir p.147)

اسی طرح ۵؍جنوری ۱۹۴۹ء کو اقوام متحدہ کے کمیشن کی رپورٹ پر جو فیصلہ ہوا اور جسے دونوں حکومتوں نے تسلیم کیا، اس کی شق نمبر ا یہ تھی:-

"The question of the accession of the state of

Jammu and Kashmir to India or Pakistan will be decided through the democratic method of a free and impartial plebiscite." (Verdict on Kashmir p.147)

گویا اس قرارداد میں پھر یہ کہا گیا کہ دونوں حکومتیں اس بات پر متفق ہیں کہ ریاست جموں وکشمیر کے ہندوستان یا پاکستان کے ساتھ الحاق کا فیصلہ آزاد اور غیر جانبدار رائے شماری کے ذریعہ ہوگا۔ اس طرح گویا کشمیر کی قسمت اور اس کے مستقبل کا فیصلہ رائے شماری کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا۔

پھر ۲۱؍فروری ۱۹۵۱ء کو سلامتی کونسل نے ایک اور قرارداد پاس کی جس میں یہ کہا گیا تھا:

''Observing that the Govrnments of India and Pakistan have accept the provisions of the United Nations Commission for India and Pakistan resolution of 13 August 1948 and 5 January 1949 and of the security council resolution of 14 March 1950."

(Verdict on Kashmir p.154)

کہ ریاست جموں وکشمیر کے مستقبل اور اس کی قسمت کا فیصلہ آزادانہ، منصفانہ اور غیر جانبدارانہ رائے شماری کے ذریعہ کیا جائے گا۔

پس پہلے اس فتنہ کو پیدا کرنے کے لئے گورداسپور کا ضلع جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی بھارت کو دے دیا گیا پھر جہاں تک ہمیں علم ہے انگریز کی شہ پر اور اُن ہی کے سہارے ہندوستان نے کشمیر میں فوجیں بھیج دیں چنانچہ جب ہندوستانی فوجوں کی نقل وحرکت شروع ہوئی تو اُس وقت پاکستان کے لئے بہت سی دشواریاں تھیں۔ اُس وقت پاکستان کی فوج بھی پوری واپس نہیں آئی ہوئی تھی۔ ہتھیاروں میں پاکستان کا جو حصہ تھا، وہ بھی نہیں ملا تھا۔ بہرحال اہل پاکستان کے لئے وہ زمانہ بڑی تکلیف کا زمانہ تھا چنانچہ اُس وقت جو دفاع کی شکل بنی اس میں بہت سی رضا کار بٹالین بھی شامل تھیں۔ پاکستان کی فوجی تنظیم نے جماعت احمدیہ کے پیچھے

پڑ کر اور بار بار کی درخواستوں اور بڑے اصرار سے ایک احمدی بٹالین بھی تیار کروائی اور اس کا نام فرقان بٹالین رکھا گیا۔ یہ وہی فرقان بٹالین ہے جس کے متعلق احباب آئے دن غلط قسم کے اعتراضات سنتے رہتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ حکومت کے ایماء پر قائم ہوئی۔ شروع میں اسے بغیر بیونٹس کے رائفلیں دی گئیں اور غریبانہ طور پر راشن دیا گیا اور شرط یہ لگا دی کہ سارے کے سارے نوجوان احمدی ہوں گے۔ علاوہ ازیں یہ شرط بھی عائد کر دی کہ رضا کاروں کی یونیفارم کا انتظام جماعت کرے گی۔ راشن وغیرہ لے جانے کے لئے آٹھ یا دس گدھیاں دی گئیں جنہوں نے محاذ جنگ پر بڑا کام دیا کیونکہ وہاں سڑکیں وغیرہ تو تھی نہیں۔ راشن میں اکثر اوقات مسور کی دال ملتی تھی جس میں بگار لگانے کے لئے مونگ پھلی کا تیل ملتا تھا اور چائے پکانے کے لئے کالا گڑ۔ بہر حال اُس وقت تو قربانی کا وقت تھا ملک کو مصیبت پڑی ہوئی تھی ان حالات میں فرقان بٹالین نے بڑی بشاشت کے ساتھ جانی قربانی بھی دی۔ رضا کار زخمی بھی ہوئے وقت کی قربانی بھی دی موت کے منہ میں جانے کے لئے ہمارے رضا کار ہر وقت تیار بھی رہے چنانچہ بلا ناغہ ہر رات ہمارے کچھ نوجوان پٹرول کی شکل میں دشمن کے علاقے میں گھس جاتے۔ بربط کی پہاڑیوں پر ہمارا کیمپ تھا سامنے ریچھ پہاڑی تھی جس پر ہندوستانی فوجیں قابض تھیں۔ ان کے درمیان سعد آباد وادی کے اندر دشمن کے سپاہی اُترا کرتے تھے مگر جب فرقان بٹالین وہاں پہنچی تو ایک ہفتہ کے اندر اندر ہندوستانی فوجوں سے وہ علاقہ چھین لیا گیا اس معنی میں کہ ان کے دل میں خوف پیدا ہو گیا اور اُنہوں نے وادی میں اُترنا چھوڑ دیا۔

بہر حال خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اور اپنے ملک کی محبت میں سرشار ہو کر جماعت احمدیہ کے رضا کاروں نے اس وقت بھی قربانی دی جب وہ محاذ پر تھے اور اب بھی قربانی دے رہے ہیں کہ لوگوں کے اعتراض سُن رہے ہیں مگر جواب نہیں دیتے اور ہمیں جواب دینے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ فرقان بٹالین ابھی تک قائم ہے اور اس کے پاس ہتھیار ہیں اس لئے اس بٹالین کو توڑا جائے؟ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ فرقان بٹالین ۱۹۵۱ء میں توڑ دی گئی تھی۔ اس موقع پر باقاعدہ ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں فرقان بٹالین کو Disband کرنے کا اعلان کیا گیا۔ سارے کے سارے ہتھیار اور ایمونیشن باقاعدہ گنتی کر کے فوج نے واپس لے

لیا اور اس کی ہمیں رسیدیں دیں اور ساتھ ہی فوج نے ایک سرٹیفکیٹ بھی دیا کہ فرقان بٹالین نے بہت اچھا کام کیا ہے لیکن اس کے باوجود لوگ اعتراض کئے جا رہے ہیں اور ہم اُن کو بشاشت کے ساتھ سُن رہے ہیں۔ یہ اعتراض تو ہوتے ہی رہتے ہیں ہمیں تو اپنے کام سے غرض ہے یہ تو بیچ میں ضمناً ایک بات آ گئی جسے میں نے مختصراً بیان کر دیا ہے۔

بہر حال ۱۹۴۷ء میں حالات بڑے تکلیف دہ تھے۔ ہندوستانی فوجوں کی یلغار کو روکنے کے لئے اور بھی بہت سے ایثار پیشہ لوگ قوم کی خاطر محاذِ جنگ پر لڑنے کے لئے گئے۔ صرف احمدیوں کی فرقان بٹالین ہی نہیں تھی۔ ہمارے دائیں بائیں جو بٹالین تھیں وہ بھی رضا کاروں پر مشتمل تھیں۔ اُن میں سے کسی نے بہت اچھا کام کیا کسی نے درمیانہ درجہ کا کام کیا، یہ ایک الگ بات ہے مگر جہاں تک ملک کی خدمت کا سوال ہے سب رضا کار قوم کی بقا کی خاطر اپنی جانیں دینے کے لئے محاذ جنگ پر پہنچے تھے اور دشمن کے سامنے سینہ سپر تھے۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہ مسئلہ کوئی عملی مسئلہ نہ تھا جس کو صرف بحث وتمحیص حل کر سکتی۔ یہ تو ایک انسانی مسئلہ تھا انسانیت کے ایک گروہ پر ظلم ہو رہا تھا اُن سے ناانصافی کی جا رہی تھی۔ اس مسئلہ کو انسانی حقوق کے پیش نظر حل کرنا چاہیئے تھا مگر پچھلے ۲۷ برس میں اقوام متحدہ نے اس مسئلہ کو حل نہیں کیا کیونکہ آہستہ آہستہ اس بین الاقوامی تنظیم کی رنگت بدلتی چلی آ رہی ہے۔ دراصل اقوام عالم کی بہبود کے لئے یہ تنظیم قائم کی گئی تھی مگر یہ دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے کہ یہ عالمی تنظیم اقوام عالم کی بہبود کی بجائے چند گنتی کی قوموں اور حکومتوں کے مفاد کی خاطر کام کر رہی ہے۔ انصاف کی خاطر کام کرنے کی جرأت نہیں کر رہی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی مشہور کتاب ’’احمدیت یعنی حقیقی اسلام‘‘ میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب تک اسلام اور قرآن عظیم کے بتائے ہوئے اصول کی بنیادوں پر بین الاقوامی تنظیم قائم نہیں کی جائے گی اُس وقت تک یہ کبھی کامیاب نہیں ہوگی۔ چنانچہ قرآن کریم کی یہ شان ہے کہ اس وقت تک دو بین الاقوامی تنظیمیں بن چکی ہیں مگر چونکہ اُنہوں نے قرآن کریم کے بتائے ہوئے اصولوں کو نظر انداز کر دیا ہے اس لئے ان میں سے پہلی جو لیگ آف نیشنز کہلاتی تھی، ناکام ہو چکی ہے۔ دوسری تنظیم اس وقت اقوام متحدہ کی صورت میں قائم ہے مگر یہ

بھی ناکامی کی طرف حرکت کر رہی ہے۔

پس گذشتہ ۲۷ سال میں تنازعہ کشمیر کو حل کرنے کے لئے کام نہیں ہوا لیکن وعدے تو ہوتے رہے۔ وعدے کئے ہندوستان نے، فیصلہ کیا ہندوستان اور پاکستان دونوں نے کہ کشمیر کا فیصلہ کشمیر کرے گا۔ کشمیری عوام اپنی قسمت کا فیصلہ کریں گے اس کی ضمانت دی بین الاقوامی تنظیم یعنی اقوام متحدہ نے اور ضمانتیں دیتی چلی گئی۔ میں نے تو اس وقت چند حوالے پڑھے ہیں ورنہ اس مسئلہ کی پوری تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بار بار کہا گیا کہ ہاں یوں ہوگا، ہاں یوں ہوگا مگر جو عملاً ہوا وہ یہ ہوا کہ جس وقت پاکستان اور ہندوستان علیحدہ علیحدہ ہوئے یعنی ہندوستان کے دو ٹکڑے ہوئے ایک کا نام بھارت رکھا گیا اور دوسرے کا پاکستان۔ جو ہمارا ملک ہے۔ ۱۹۴۷ء میں جموں و کشمیر کے ہر دو حصوں کے علاوہ لدّاخ کے علاقہ کو بھی شامل کر کے جس کے نصف حصہ میں قریباً سارے ہی ہندو ہیں اور جموں میں بھی ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ میں ۱۹۴۷ء کی بات کر رہا ہوں ویسے چونکہ مردم شماری غالباً ۱۹۴۱ء میں ہوئی تھی اس لئے ۱۹۴۱ء کہنا زیادہ صحیح ہے۔ غرض لدّاخ کے علاوہ جموں کا علاقہ جس میں وادی کشمیر کے مقابلہ میں ہندوؤں کی اکثریت ہے، اسے بھی شامل کر کے کل آبادی میں ۸۱.۲ فیصد مسلمان تھے اور ۱۸.۸ فیصد غیر مسلم تھے گویا مسلمان بہت بھاری اکثریت میں تھے مگر گذشتہ ۲۷ برس میں بیچارے مظلوم کشمیریوں کے حق میں فیصلہ ہونے کی بجائے اُن پر ظلم و ستم کا دور دورہ رہا۔ اُن کا جو انسانی حق ہے یعنی خود ارادیت کا حق کہ وہ جو چاہیں فیصلہ کریں، وہ بھی نہیں دیا گیا۔ اقوام متحدہ نے اُن کا سیاسی حق تسلیم کیا ہے اور یہ انسانی حق سے تھوڑا سا مختلف ہے لیکن خود ارادیت کے طور پر کشمیریوں کو نہ انسانی حق دیا گیا اور نہ سیاسی حق بلکہ اس کے برعکس کشمیری مسلمانوں کے لئے اس حق کے حصول کی جو بنا تھی یعنی ۸۱.۲ فیصد مسلمان ہیں اور ۱۸.۸ فیصد غیر مسلم۔ اس ہیئت کو بدلنے کی کوشش کی گئی اور بہت حد تک بدل بھی دی اور وہ اس طرح کہ وہاں کے اکثر مسلمان ظلم و ستم سے تنگ آ کر آزاد کشمیر میں آ گئے۔ خود وادیٔ کشمیر یعنی جو مقبوضہ کشمیر کا علاقہ ہے وہاں سے بھی بہت سے لوگ اپنے خاندانوں کو چھوڑ کر پاکستان میں آ گئے اور اِن کی جگہ بہت سے غیر مسلموں کو ایک باقاعدہ سکیم کے ماتحت وہاں آباد کیا گیا۔ اس وقت گو مجھے علم نہیں کہ نسبت

کس حد تک بدل چکی ہے لیکن یہ یقینی بات ہے کہ اب ۸۱.۲ اور ۱۸.۸ کی بجائے کوئی اور نسبت ہو گی اور وہ کشمیری مسلمانوں کے حق میں اتنی نمایاں نہیں ہو گی جتنی ۱۹۴۷ء میں تھی۔

غرض گذشتہ ۲۷ برس میں ہمارے مسلمان کشمیری بھائیوں کو اُن کا جائز حق دینے کی بجائے اُن کا حق غصب کرنے کی کوششیں کی جاتی رہیں اور اب اندرا عبداللہ سمجھوتہ کے ذریعہ یہ اعلان کر دیا کہ ریاست جموں وکشمیر ہندوستان کا حصہ ہے۔ دراصل ہمیں نہ تو پنڈت نہرو کے وعدوں پر یقین کرنا چاہیئے تھا اور نہ سلامتی کونسل کی قراردادوں پر انحصار کرنا چاہیئے تھا۔ بے وقوف تھے وہ لوگ جو پنڈت نہرو کے وعدوں پر یقین کر رہے تھے اور احمق تھے وہ لوگ جنہوں نے اقوام متحدہ کی قراردادوں پر بھروسہ کیا اور چند بڑی بڑی طاقتور حکومتوں کی طرف سے جو اعلانات اور وعدے ہوتے رہے اُن کا خیر مقدم کیا۔ پاکستان کو تسلّیاں دلائی جا رہی تھیں کہ وہ انصاف کروائیں گے۔ ویسے بھی اقوام متحدہ کی قراردادوں کی تعمیل کروانے کی اصل ذمہ داری تو بڑے ملکوں پر عائد ہوتی ہے جن کو یہ طاقت حاصل ہے کہ اگر وہ چاہتے تو ان قراردادوں پر عمل کروا سکتے تھے مگر حالات بتاتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا۔ آخر لکسمبرگ نے تو ان قراردادوں پر عمل نہیں کروانا تھا۔ وہ تو خود ایک چھوٹا سا آزاد ملک ہے جس کا اکثر دوستوں نے شاید پہلے نام بھی نہیں سنا ہو گا یا گیمبیا جس کی آبادی بچوں سمیت پچھلی مردم شماری کی رو سے تین لاکھ تھی۔ اس چھوٹے سے ملک نے اقوام متحدہ کی قراردادوں کی تعمیل تو نہیں کروانی تھی۔ یہ تو امریکہ کا کام تھا، یہ تو روس کا کام تھا، یہ تو فرانس کا کام تھا، یہ تو برطانیہ کا کام تھا۔ گو برطانیہ پر اب تنزّل آ چکا ہے لیکن اس وقت بہرحال انگلستان میں بھی طاقت تھی اور اس کا کام تھا کہ کشمیریوں سے جو وعدے کئے گئے ہیں اور جو سمجھوتے ہوئے ہیں اور اُن کو حقوق دینے کے لئے انسانی ضمیر سے جو عہد کیا گیا ہے اس کی تعمیل کروائی جاتی لیکن عملاً ایسا نہیں ہوا اور اب اندرا عبداللہ سمجھوتہ کے ذریعہ یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ جس طرح ہندوستان کے اور صوبے ہیں اسی طرح کشمیر بھی ہندوستان کا ایک صوبہ ہے۔ اس اعلان کے ذریعہ سارے وعدے اور ساری قراردادیں گویا ہوا میں بے قیمت ذرّوں کی طرح بکھیر دی گئیں حالانکہ اب تو ایٹم کی وجہ سے ذرّہ کی بھی بڑی قیمت ہو گئی ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان جو مہذب کہلاتا ہے، اُس کی

زبان کی کوئی قیمت نہیں۔

پس آج اہل پاکستان متحد ہو کر اس لئے احتجاج کر رہے ہیں کہ اس مسئلہ میں اختلاف کی کوئی بات ہی نہیں ہے یہ کوئی شرعی یا فقہی مسئلہ نہیں جس میں فقہاء کی رائے کا اختلاف ہوتا یا فرقے فرقے کے عقیدہ کا اختلاف ہوتا۔ یہ تو ایک انسانی مسئلہ ہے یہ تو انسان کے حق کا سوال ہے۔ اس لئے ہم سب متحد ہو کر کامل اتحاد اور پوری یک جہتی کے ساتھ آج اس ناانصافی کے خلاف پر زور احتجاج کر رہے ہیں۔ ہم احتجاج کر رہے ہیں اس ظلم کے خلاف انسانی ضمیر کے سامنے۔

اس مسئلہ کے حل کا ایک اور پہلو بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انسانی ضمیر کو بیدار ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور انسانی ضمیر کو یہ ہمت بخشے کہ وہ اس خطۂ ارض میں جو ناانصافی اور ظلم ہو رہا ہے اس کو دُور کرے اور کشمیریوں کو اس بات کا موقع دیا جائے کہ وہ خود اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔ میں نے سالہا سال کئی مواقع پر اس مسئلہ کے متعلق بہت سوچا ہے اور مجھے یہ دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ ہندوستانی رہنما اس بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ کشمیریوں کو یہ حق نہیں دینا کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم آ کر اُن کی رائے لے لے۔ آخر اُنہوں نے ہندوستان کا کیا بگاڑا ہے کیا کشمیری اُن کی کوئی چیز اُٹھا کر لے گئے ہیں کہ وہ اُن کا حق دینے کے لئے تیار نہیں۔

پس جہاں ہم احتجاج کر رہے ہیں انسانی ضمیر کے سامنے کہ وہ کشمیریوں کو اُن کا انسانی اور سیاسی حق دلوائے وہاں ہم اپنے رب کریم کے حضور عاجزانہ جھک کر یہ دعائیں بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انسانی ضمیر کو بیدار کرے اور خواہ انسانوں کا ایک حصہ خدا کو نہ بھی پہچانتا ہو لیکن ہم نے اُن کے حق میں بھی دعا کرنی ہے کیونکہ وہ بھی بہرحال خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق ہے اور اُن کی انسانی ضمیر اور اندرونی فطرت بھی ظلم کو برداشت نہیں کرتی۔

غرض دوست یہ دعا کریں اور یہ سمجھ کر دعا کریں کہ ہم احمدی تدبیر کے ساتھ ساتھ ایک چیز زائد کرتے ہیں اور وہ یہی دعا ہے اس لئے ہماری ہر دم یہ دعا ہونی چاہیئے کہ انسانی ضمیر بیدار ہو اور اُسے انصاف کرنے کی توفیق عطا ہو۔ میں نے یہ بھی سوچا کہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے

کہ اس وقت ہمارے ملک کی جو حکومت ہے وہ پہلی حکومتوں سے مختلف ہے۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ ان کی تدبیر کشمیریوں کو اُن کا حق دلانے میں کامیاب ہو جائے لیکن اگر یہ حکومت اگلے انتخاب سے پہلے کشمیریوں کو اُن کا حق دلانے میں کامیاب نہ ہوئی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس وقت یہ سمجھیں گے کہ انسانی تدبیر ناکام ہوگئی لیکن مجھے یہ یقین کامل ہے کہ جب انسانی تدبیر ناکام ہو جائے گی تو اُس وقت خدا تعالیٰ کی تقدیر کشمیریوں کو کشمیر کا حق دلائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس لئے دوست اہل کشمیر کے لئے آج جمعہ کی نماز میں بھی دعائیں کریں اور ویسے بھی دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کشمیریوں پر ہونے والے اس ظلم اور اس تکلیف کو دور کر دے اور ہمارے کشمیری بھائی سر اونچا کر کے اپنی رائے کا اظہار کرنے کے قابل ہو جائیں۔‘‘

(از رجسٹر خطباتِ ناصر غیر مطبوعہ)

۞۞۞